تقریر

تقریر بابت اخلاقیات
وقت 5-7 منٹ

ایک احمدی خادم کے اوصاف۔پانچ بنیادی اخلاق

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا (الاحزاب:22)

کہ یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے ہر اس شخص کے لئے جو اللہ اور یومِ آخرت کی امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتا ہے۔

عہد شکنی نہ کرو اہلِ وفا ہو جاؤ
اہلِ شیطاں نہ بنو اہلِ خدا ہو جاؤ
حق کے پیاسوں کے لیے آبِ بقا ہو جاؤ
خشک کھیتوں کے لیے کالی گھٹا ہو جاؤ
بحرِ عرفاں میں تم غوطے لگاؤ ہر دم
بانیٔ کعبہ کی تم کاش دعا ہو جاؤ

میرے خدام بھائیو! مجھے آج آپ سے پانچ بنیادی اخلاق کی روشنی میں ایک خادم کے اوصاف بیان کرنے ہیں۔ نوجوان کسی بھی قوم، سوسائٹی اور جماعت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لُغات میں ”جوان“ اور ”نوجوان“ کے تحت لکھا ہے کہ مضبوط، قوی، گبرُو، بہادُر، دلیر، نوعمر اور نوخیز۔ محاورۃً لکھا ہے کہ جوانی ہر صورت میں اپنا جادو اور جَوہر دکھلاتی ہے اور ”جوانانِ چمن“ کے محاورہ کو مجازاً قوم کے جوانوں کے معنوں میں استعمال کیا ہے۔ ہم نے قوموں کی تعمیر میں نوجوانوں کے عمل دخل کو بہت دیکھا ہے۔ فوج میں جب بھرتی کا اعلان ہوتا ہے تو جوانوں بلکہ نوجوانوں کو بھرتی کیا جاتا ہے اور محاورہ کے طور پر بھی فوجیوں کو ”قوم کے جوان“ کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ ہم نے ابتدائے اسلام میں اسلامی جنگوں میں دیکھا کہ نوجوان صحابہ نے جنگوں میں اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا اور ایسے جوہر دکھلائے کہ فتح و ظفر کی کلید کہلائے۔ سریہ بئرِ معونہ اور سریہ رجیع میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کلیتاً نوجوانوں کو بھجوایا۔ جنگِ بدر میں تو دو نوخیز بچوں کے درمیان کُشتی کا مقابلہ اِس لئے کروایا گیا کہ جیتنے والا جنگ میں شامل ہو کیونکہ دونوں نوعمر بچوں میں اسلام کی حفاظت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا بلکہ ایک والد اپنے نوعمر بچے کو یہ کہتے ہوئے دربارِ رسولؐ میں لایا تھا کہ دیکھیں یا رسول اللہؐ! گو یہ دِکھنے کو بچہ لگتا ہے لیکن اِس کے ہاتھ دیکھیں جوانوں جیسے ہیں۔ معوّذ اور معاذ دو نوخیز جوان ہی تھے جنہوں نے آنکھ جھپکتے ہی دشمنِ اسلام ابو جہل کو تلواروں کے ساتھ حملہ کرکے قتل کردیا تھا۔

سامعین! اسلام کے ابتدائی حصے میں نوجوان صحابہ کی جوانمردی اور جانی و مالی قربانیوں کو دیکھتے اور تاریخ اسلام کے مطالعہ کے بعد حضرت مصلح موعودؓ نے جماعتِ احمدیہ میں 15 سے 40 سالوں کے جوانوں کے لئے ”مجلس خدام الاحمدیہ“ کے نام سے الگ سے تنظیم بنائی جس میں شامل ہونے والا ”خادِم“ کہلایا اور 7 سے 15 سال نوخیز بچوں کی الگ سے ”مجلس اطفال الاحمدیہ“ کے نام سے ایک ذیلی تنظیم بنائی جس میں شامل ہونے والا بچہ ”طفل“ کہلایا۔ اِن دونوں تنظیموں کے بانی حضرت مصلح موعودؓ نے ان کو یہ ماٹو دیا کہ قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اور اگر ایک خادم کے اوصاف کا احاطہ کریں تو اِس ماٹو کو بنیاد بنا کر ہر خادم کو تمام اسلامی اوصاف سے مزین ہونا چاہئے۔ اُس کے اندر خدا کا حلول ہوتا نظر آئے۔ اُس کے عمل اور کردار سے بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی تصویر نظر آئے۔ اُس کی تمام زندگی کا لحہ لحہ قرآنِ کریم کی تعلیمات سے عبارت ہو۔ وہ مامورِ زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سچا مسیح و مہدی اور خدا کا نمائندہ سمجھتے ہوئے اُس کو اپنے لئے نمونہ بنائے اور اُن کی تمام افاضات کو حرزِ جان بنائے۔ جماعت احمدیہ میں جاری مبارک نظام ”نظامِ خلافت“ کو الٰہی نظام سمجھتے ہوئے اُس کی فیوض و برکات

سے وہ بھرپور فائدہ اٹھانے والا ہو۔ اِس حوالے سے مَیں اپنی تقریر کو آگے بڑھانے سے قبل ایک خادم کا یہ وصف بھی بیان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہر خادم سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللہ اور کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْآن پر عمل کرتے ہوئے اپنے وجود میں صحابہ رسولؐ کی تصویریں اُتارے گا اور حضرت مسیح موعودؑ کے یہ اشعار اِن پر پورے اُتر رہے ہوں گے۔

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے اُن کو ساقی نے پلا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِی اَخْزَی الْاَعَادِی

پس پکے، سچے اور حقیقی خادم بننے کے لئے اُن تمام قویٰ کو پورے شدّ و مدّ سے بروئے کار لانا ہے جن کا ذکر مَیں اوپر بیان کر آیا ہوں۔ حضرت مسیح موعودؑ اِس حوالے سے فرماتے ہیں:

”میں نے ملازمت پیشہ لوگوں کی جماعت میں بہت کم ایسے لوگ پائے کہ جو محض خدا تعالیٰ کی عظمت کو یاد کر کے اخلاق فاضلہ، حلم اور کرم اور عفت اور تواضع اور انکسار اور خاکساری اور ہمدردی مخلوق اور پاک باطنی اور اکل حلال اور صدقِ مقال اور پرہیزگاری کی صفت اپنے اندر رکھتے ہوں۔“

(کتاب البریہ صفحہ 168 حاشیہ)

پیارے نوجوانو! جن اوصاف سے ایک خادم کو متّصف ہونا چاہئے انہیں ہم اسلام کی اصطلاح میں اخلاقِ فاضلہ، اخلاقِ حسنہ یا اخلاقِ طیبہ کہہ سکتے ہیں۔ حضرت خلیفۃُ المسیح الرابعؒ نے ایک دفعہ احبابِ جماعت کو مخاطب ہو کر پانچ اخلاق (سچائی، نرم اور پاک زبان، وسعتِ حوصلہ، غریبوں کی ہمدردی اور مضبوط عزم و ہمت) اپنانے کی طرف توجہ دلائی تھی اور اِن کو ”بنیادی اخلاق“ کا نام دیا تھا یعنی ہر خادم اور ہر طفل میں اِن کا ہونا ضروری ہے۔ جس طرح عمارت کی تعمیر کے وقت اُس کی بنیادوں میں مضبوط میٹریل کا استعمال کیا جاتا ہے اِسی طرح ایک خادِم اور طفل کی اخلاقی تعمیر میں اس کی بنیادوں میں اِن پانچ اخلاق کو ڈالنا ضروری ہے۔ مجھے اس وقت، وقت کی رعایت سے اِن پانچ بنیادی اخلاق کی تفصیل میں جانے سے قبل اخلاقِ فاضلہ اپنانے کی اہمیت، ضرورت اور برکات کو بتانا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے تم میں سے بہتر وہ ہے جو سب سے زیادہ اچھے اخلاق والا ہے۔

(بخاری کتاب الادب)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاں بھی تم ہو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اگر کوئی بُرا کام کر بیٹھو تو اس کے بعد نیک کام کرنے کی کوشش کرو۔ یہ نیکی اس بدی کو مٹا دے گی اور لوگوں سے خوش اخلاقی اور حسن سلوک سے پیش آؤ۔

(ترمذی ابواب البر والصلۃ باب فی معاشرۃ الناس)

حضرت مصلح موعودؓ اخلاقِ حسنہ کے اپنانے کی اہمیت یوں بیان فرماتے ہیں:

”پس دلائل مذہبی، دعائیں اور اخلاق فاضلہ یہی ہماری توپیں اور یہی ہماری تلواریں، انہی توپوں اور انہی تلواروں سے ہم نے دنیا کے تمام ادیان کو فتح کر کے اسلام کا پرچم لہرانا اور ان پر غلبہ و اقتدار حاصل کرنا ہے اور اگر نوجوانوں میں یہ مہم جاری رہی تو ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت جلد ایک نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی مسلح فوج تیار کر لیں گے جس کے مقابلہ میں کوئی دشمن نہیں ٹھہر سکے گا۔“

(خطبہ جمعہ 17 مارچ 1939 مطبوعہ الفضل 7 اپریل 1939ء)

ایک اور موقع پر حضورؓ نے فرمایا۔

”اخلاق کے معنی کیا ہیں؟ اخلاق درحقیقت صفاتِ الٰہیہ کے ظہور کا نام ہے جو بندے کی طرف سے ہو۔ پس ہم جب اللہ تعالیٰ کی صفات کی نقل کرتے ہیں تو بااخلاق کہلاتے ہیں۔ گویا ایک ہی چیز خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہو تو اُس کی صفَت کہلاتی ہے اور بندوں کی طرف سے ظاہر ہو تو خُلق کہلاتی ہے۔ پھر خدا تعالیٰ کے اندر تو صفات

ازلی ابدی طور پر پائی جاتی ہیں اور ہمارے اندر کسبی طور پر پائی جاتی ہیں۔ بہر حال جب یہ صفات ہمارے اندر آجاتی ہیں تو اَخلاق کہلانے لگ جاتی ہیں اور جب خدا تعالیٰ کی طرف انہیں منسوب کیا جاتا ہے تو وہ اسماء یا صفات کہلاتی ہیں“

(انوار العلوم جلد 17 صفحہ 67-68)

حضرت خلیفۃُ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں۔

”خوش خلقی کا بڑا اثر ہوتا ہے اور یہ ایک ایسا خلق ہے جس کا بغیر کچھ خرچ کئے اثر ہوتا ہے اس میں وقت کا بھی کوئی خرچ نہیں، مال کا بھی کوئی خرچ نہیں لیکن اس طرح آپ دوسرے کو خوشی پہنچاسکتے ہیں اس کو مسرت حاصل ہوتی ہے اور وہ بشاش ہو جاتا ہے۔“

(افتتاحی خطاب سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ 16 اکتوبر 1970ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا کہ

”اخلاق کا لفظی معنی عرفِ عام میں انسان کی میل جول کی اُس صلاحیت کو کہتے ہیں جس سے وہ دشمن کم اور دوست زیادہ بناتا ہے“

(کتاب نمبر 3 خطبات برائے واقفینِ نو)

سچائی

سامعین! آمین! اِن پانچ اخلاق کی اہمیت کو سنیں۔ سب سے پہلے سچائی کو لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُولُوا قَوْلاً سَدِیداً (الاحزاب: 71)

یعنی اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صاف بات کیا کرو اور ایک جگہ پر جھوٹ سے بچنے کی ہدایت یوں فرمائی۔ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (الحج: 31)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سچائی، نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی، جنت کی طرف اور جو انسان ہمیشہ سچ بولے اللہ کے نزدیک وہ صدیق لکھا جاتا ہے اور جھوٹ گناہ اور فسق و فجور کی طرف لے جاتا ہے اور فسق و فجور جہنم کی طرف اور جو آدمی ہمیشہ جھوٹ بولے وہ اللہ تعالیٰ کے کے ہاں کذاب لکھا جاتا ہے۔

(بخاری کتاب الادب باب قول اللہ اتقواللہ وکونوا مع الصادقین)

راستی کے سامنے کب جھوٹ پھلتا ہے بھلا
قدر کیا پتھر کی لعل بے بہا کے سامنے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سچائی اختیار کرنے کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

”یقیناً یاد رکھو جھوٹ جیسی کوئی منحوس چیز نہیں عام طور پر دنیادار کہتے ہیں کہ سچ بولنے والے گرفتار ہو جاتے ہیں۔ مگر میں کیوں کر اس کو باور کروں؟ مجھ پر سات مقدمے ہوئے ہیں اور خدا کے فضل سے کسی ایک میں بھی ایک لفظ بھی مجھے جھوٹ کہنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ کوئی بتائے کسی ایک میں بھی خدا تعالی نے مجھے شکست دی ہو۔ اللہ تعالیٰ تو آپ کی سچائی کا حامی اور مددگار ہے۔ جو شخص سچائی کو اختیار کریگا کبھی نہیں ہو سکتا کہ غریب ہو اور خدا تعالی جیسا کوئی اور مضبوط قلعہ اور حصار نہیں۔“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 238-239)

حضرت خلیفۃُ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں۔

”اچھے اخلاق میں سے میں نے کئی دفعہ بیان کیا ہے کہ بہترین اخلاق جن کا پیدا کرنا کسی قوم کی زندگی کے لئے نہایت ضروری ہے وہ سچ اور دیانت ہیں اور بھی بہت سے اخلاق ہیں مگر سچ اور دیانت نہایت اہمیت رکھنے والے اخلاق ہیں۔ جس قوم میں سچ پیدا ہو جائے اور جس قوم میں دیانت آجائے وہ قوم نہ کبھی ذلیل ہو سکتی ہے اور نہ کبھی غلام بنائی جاسکتی ہے۔ سچائی اور دیانت دونوں کا فقدان ہی کسی قوم کو ذلیل بناتا اور ان دونوں کا فقدان ہی کسی قوم کو غلام بناتا ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17 فروری 1939ء)

”سچ ایک قیمتی چیز ہے اور پھر کوئی مشکل بھی نہیں۔ آسان ترین ہے۔ جو کام ہاتھ نے کیا ہے اس کے متعلق یہ کہہ دینا کہ ہاتھ سے یہ کام کیا ہے۔ اس میں بوجھ کیا ہے۔ آنکھ نے جو کچھ دیکھا اس کے متعلق یہ کہہ دینا کہ آنکھ نے فلاں چیز دیکھی ہے، اس میں کون سی مشکل ہے۔ کانوں نے ایک بات سنی۔ اب اس کے متعلق یہ کہہ دینا کہ کانوں نے فلاں بات سنی ہے اور اس کو دہرا دینا کون سی مشکل بات ہے۔“

(مشعل راہ جلد اول صفحہ 611)

”اس زمانہ میں سب سے بڑی ضرورت سچائی کی ہے۔ انبیاء نے اس پر خاص زور دیا ہے اور انسانی اخلاق کا یہ ایک بنیادی حصہ ہے۔ سچائی اور راستی پر کوئی ایسا وقت نہیں آیا جب اس کی ضرورت نہ سمجھی گئی ہو بلکہ کفار کے نزدیک بھی یہ چیز بڑی قیمتی سمجھی جاتی تھی ..... دنیا میں وہی قومیں جیتا کرتی ہیں جن میں صداقت ہوتی ہے۔“

(مشعل راہ جلد اول صفحہ 606)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں۔

”(ایک) بات صدق مقال یعنی سچی بات کہنا ہے یہ بھی بڑی بنیادی چیز ہے۔ کہتے ہیں کہ جھوٹ کا بچہ ہوتا ہے۔ ایک دفعہ کوئی آدمی جھوٹ بول لے تو اس کا سلسلہ پھر پتہ نہیں کہاں تک چلتا ہے۔ اس کو چھپانے کے لئے ایک دوسرا جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ پھر اسے چھپانے کے لیے ایک تیسرا جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ مگر جو آدمی سچ بول رہا ہوتا ہے اس کو تو جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ کیونکہ اس کی تربیت کہیں کی کہیں پہنچ جاتی ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 16 اکتوبر 1970ء)

”قرآن کریم نے ہمیں جو تعلیم دی ہے وہ صرف یہ نہیں کہ سچ بولنا ہے بلکہ اس کے ساتھ کہا کہ قول سدید کہنا ہے یعنی سچ بھی بڑا اعلیٰ قسم کا جس کے اندر کوئی ہیر پھیر اور چالاکی نہ ہو۔“

(سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ افتتاحی خطاب 20 اکتوبر 1967ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اس بنیادی خُلق کے متعلق فرماتے ہیں:

”یہ یقین رکھیے کہ سچ کے بغیر کسی اعلیٰ منصوبے کی تعمیر ممکن نہیں اسلئے جماعت احمدیہ میں بچپن سے ہی سچ کی عادت ڈالنا اور مضبوطی سے اپنی اولادوں کو سچ پر قائم کرنا نہایت ضروری ہے اور جو بڑے ہو چکے ہیں ان پر اس پہلو سے نظر رکھنا اور ایسے پروگرام بنانا چاہئیں کہ بار بار خدام اور انصار اور لجنات اس طرف متوجہ ہوتے رہیں کہ سچائی کی کتنی بڑی قیمت ہے اور اس وقت جماعت کو اور دنیا کو جماعت کی وساطت سے کتنی بڑی ضرورت ہے۔“

(خطبہ جمعہ 24 نومبر 1989ء)

ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ جماعت کو توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ہم احمدی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کی جماعت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، ہم نے یہ سچائی کا پیغام دنیا کو پہنچانا ہے، لیکن کس طرح؟ پہلے تو ہمیں اپنے آپ کو سچا ثابت کرنا ہو گا... یہی کام ہے جو انبیاء کے ماننے والوں کا ہے کہ جس طرح انبیاء اپنی مثال دیتے ہیں اُن کے حقیقی ماننے والے بھی اپنی سچائی کو اس طرح خوبصورت کر کے پیش کریں کہ دنیا کو نظر آئے۔ ہمیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر عمل کرنے کا حکم ہے۔ پس اس اسوہ پر چلتے ہوئے سچائی کے خُلق کو سب سے زیادہ ہمیں اپنانا ہو گا... سچائی کے یہ معیار تبھی حاصل ہوں گے جب ہم ہر سطح پر خود اپنی زندگی کے ہر لمحے کو سچائی میں ڈھالیں گے۔ ہماری گھریلو زندگی سے لے کر ہماری باہر کی زندگی اور جو بھی ہمارا حلقہ اور ماحول ہے اُس میں ہماری سچائی ایک مثال ہو گی۔“

(خطبہ جمعہ 09/ ستمبر 2011ء)

نرم اور پاک زبان

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ: وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا (البقرۃ:84)

اور تم لوگوں سے نرمی کے ساتھ بات کیا کرو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک سے محبت اور خوش خُلقی سے پیش آتے اور بعض دفعہ مخالفین کے سخت بدکلامی کرنے کے باوجود انہیں معاف فرمادیتے اور ان کے لئے ہدایت کی دعا کرتے۔ آپؐ نے فرمایا:

"خوش نصیب ہے وہ شخص، جس کی زبان اس کے قابو میں ہو۔ اس کا مکان (مہمانوں کے لئے) کشادہ ہو اور وہ اپنے گناہوں پر روئے۔"

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کسی چیز میں جتنا بھی رفق اور نرمی ہو اتنا ہی یہ اس کے لئے زینت کا موجب بن جاتا ہے اور جس سے رفق اور نرمی چھین لی جائے وہ اتنی ہی بدنما ہو جاتی ہے۔ یعنی رفق اور نرمی میں ہی حسن ہے۔

(مسلم کتاب البر والصلۃ باب فضل الرفق)

عربی زبان کا ایک مشہور محاورہ ہے۔ "اَللِّسَانُ مَرْکُوْبٌ ذَلُوْل" کہ زبان سدھائی ہوئی سواری ہے یعنی زبان انسان کے اپنے اختیار میں ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے چوتھی شرط بیعت میں فرمایا:

"یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے"

(اشتہار تکمیل تبلیغ 12 جنوری 1889ء)

پھر آپ علیہ السلام سخت گوئی کے جواب میں بہتر طریق اختیار کرنا کے متعلق فرماتے ہیں:

"اگر کوئی میرا دینی بھائی اپنی نفسانیت سے مجھ سے کچھ سخت گوئی کرے تو میری حالت پر حیف ہے اگر مَیں بھی دیدہ و دانستہ اس سے سختی سے پیش آؤں۔ بلکہ مجھے چاہئے کہ مَیں اس کی باتوں پر صبر کروں اور اپنی نمازوں میں اس کے لیے رو رو کر دعا کروں کیونکہ وہ میرا بھائی ہے اور روحانی طور پر بیمار ہے۔"

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 395-396)

حضرت مصلح موعودؓ اس دوسرے بنیادی خُلق کے متعلق فرماتے ہیں:

"نرمی کی عادت ڈالو تا کہ خدا تعالیٰ بھی تمہارے سے نرمی سے پیش آئے۔ ورنہ اگر تم خدا تعالیٰ کی مخلوق پر درشتی کرتے ہو تو تم بھی اپنے آپ کو اس بات کا حق دار بناتے ہو کہ خدا تعالیٰ تم پر درشتی کرے۔"

(انوار العلوم جلد 5 صفحہ 436)

گالیاں سُن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے دوسرے بنیادی خُلق "نرم اور پاک زبان کا استعمال" کو بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

"تربیت کا دوسرا پہلو نرم اور پاک زبان کا استعمال کرنا اور ایک دوسرے کا ادب کرنا ہے یہ بھی بظاہر چھوٹی سی بات ہے ابتدائی چیز ہے لیکن جہاں تک میں نے جائزہ لیا ہے وہ سارے جھگڑے جو جماعت کے اندر نجی طور پر پیدا ہوتے ہیں یا ایک دوسرے سے تعلقات میں پیدا ہوتے ہیں ان میں جھوٹ کے بعد سب سے بڑا دخل اس بات کا ہے کہ بعض لوگوں کو نرم خوئی کے ساتھ کلام کرنا نہیں آتا۔"

(خطبہ جمعہ 24 نومبر 1989ء)

وسعتِ حوصلہ

سامعین! تیسرا بنیادی خُلق وسعت حوصلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (آل عمران:135)

غصہ دبا جانے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ تو قطع تعلق رکھنے والے کے ساتھ تعلق قائم رکھے اور جو تجھے نہیں دیتا اُسے بھی دے اور جو تجھے بُرا بھلا کہتا ہے اس سے بھی درگزر کرے۔"

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 776)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"غصہ کو کھالینا اور تلخ بات کو پی جانا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے۔"

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 395-396)

آپؑ ایک اور موقع پر فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ کی طرف سفر کرنا بھی ایک نہایت دقیق در دقیق راہ ہے اُسکے ساتھ طرح طرح کے مصائب اور دُکھ لگے ہیں لیکن اُنکی وسعتِ حوصلہ ہی ہے جو کمر ہمّت بندھاتی ہے اور کامیابیوں سے ہمکنار کرتی ہے۔"

(تفسیر حضرت مسیح موعود جلد دوم صفحہ 27)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں۔

"ہم جنہیں یہ یقین ہو کہ ہم خدا تعالیٰ کے عاجز بندے ہیں اور اس کی مخلوق کی ہمدردانہ طور پر خدمت کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہم سے جو وعدے کئے ہیں وہ ضرور پورے ہوں گے۔ ہم نے اپنے دشمن کا دل جیتنا ہے، اپنے فائدے کے لئے بلکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں لانے کے لئے۔ اس لئے بڑے وقار کے ساتھ ان وعدوں کے پورا ہونے کا انتظار کریں۔ طیش میں نہ آئیں، صبر اور وقار والی زندگی گزاریں۔"

(مشعل راہ جلد دوم صفحہ 247)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اس تیسرے خُلق کے متعلق فرماتے ہیں:

"تیسری چیز ہے وسعت حوصلہ۔ بچپن سے ہی سکھائیں کہ اگر تمہارا نقصان ہو گیا ہے تو گھبرانے کی ضرورت نہیں اپنا حوصلہ بلند رکھو اور حوصلے کی یہ تعلیم زبان سے نہیں اپنے عمل سے دیں... بعض دفعہ معمولی نقصان پر ماں باپ بچوں یا نوکروں پر برس پڑتے ہیں، گالیاں دیتے ہیں اور چپیڑیں مارتے ہیں ایسے ماں باپ بچوں میں حوصلے پیدا نہیں کرسکتے... وسیع حوصلگی جماعت کے لئے آئندہ بہت ہی کام آنے والی چیز ہے۔"

(خطبہ جمعہ 24 نومبر 1989ء)

گالیاں سُن کے دُعا دو پا کے دُکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

وسعتِ حوصلہ کا سب سے ارفع نظارہ چشم فلک نے تب دیکھا جب باوجود ہر قسم کے اختیار کے ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام کو جو آپؐ اور آپؐ کے اصحاب کے خون کے پیاسے تھے اور ہر قسم کے ایذاء دینے میں پیش پیش تھے لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُم کہہ کر معاف فرما دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کا بندہ جتنا کسی کو معاف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی زیادہ اسے عزت میں بڑھاتا ہے۔ جتنی زیادہ کوئی تواضع اور خاکساری اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی سے بلند مرتبہ عطا کرتا ہے۔

(مسلم کتاب البر والصلۃ باب استحباب العفو والتواضع)

غریبوں کی ہمدردی

سامعین! اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے۔ اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور قریبی رشتہ داروں سے بھی اور یتیموں سے بھی اور مسکین لوگوں سے بھی اور رشتہ دار ہمسایوں سے بھی اور غیر رشتہ دار ہمسایوں سے بھی۔ اور اپنے ہم جلیسوں سے بھی اور مسافروں سے بھی اور ان سے بھی جن کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہوئے۔ یقیناً اللہ اس کو پسند نہیں کرتا جو متکبر (اور) شیخی بگھارنے والا ہو۔(النساء:37)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ اس وقت تک انسان کی ضرورتیں پوری کرتا رہتا ہے جب تک وہ اپنے مسلمان بھائی کی حاجت روائی کے لئے کوشاں رہے۔

(قشیریۃ باب الفتوۃ صفحہ 113)

پھر خادم بننے کے لئے غریبوں اور مخلوقِ خدا سے ہمدردی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو۔ یاد رکھو کہ تم ہر شخص سے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو، ہمدردی کرو اور بلا تمیز ہر ایک سے نیکی کرو کیونکہ یہی قرآن شریف کی تعلیم ہے۔ وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَّيَتِيمًا وَّأَسِيرًا (سورۃ الدھر:9) وہ اسیر اور قیدی جو آتے تھے اکثر کفار ہی ہوتے تھے۔ اب دیکھ لو.... ہمدردی کی انتہاء کیا ہے۔“

(الحکم 24 جنوری 1905ء۔ صفحہ 3 کالم 3)

پھر آپؑ مخلوقِ خدا سے دلی محبت اور غم خواری کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع انسان سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول۔“

(سیرت مسیح موعود از مولوی عبدالکریم سیالکوٹی صفحہ 35)

حضرت مسیح موعودؑ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ افرادِ جماعت سے جو عہد بیعت لیتے تھے۔ اس کی شرائط میں سے دو شرطیں یہ ہیں کہ ہر بیعت کرنے والا یہ عہد کرے کہ ”عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔“ اور ”عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچائے گا۔“

(اشتہار 12 جنوری 1889ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

قرآنِ شریف میں آیا ہے تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ (المائدہ:2) کمزور بھائیوں کا بار اٹھاؤ۔ عملی ایمانی اور مالی کمزوریوں میں بھی شریک ہو جاؤ۔ کوئی جماعت، جماعت نہیں ہوسکتی جب تک کمزوروں کو طاقت والے سہارا نہیں دیتے اور یہی صورت ہے کہ ان کی پردہ پوشی کی جاوے...... امیروں کا فرض ہے کہ وہ غریبوں کی مدد کریں ان کو فقیر اور ذلیل نہ سمجھیں، کیونکہ وہ بھی بھائی ہیں گو باپ جدا جدا ہوں مگر آخر تم سب کا روحانی باپ ایک ہی ہے اور وہ ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 263-265، ایڈیشن 1988ء)

حضرت مسیح موعودؑ نے ایک اور موقع پر فرمایا:

”غریبوں سے نرم ہو کر اور جُھک کر بات کرنا مقبولِ الٰہی ہونے کی علامت ہے۔“

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 395-396)

حضرت مفتی محمد صادقؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ

”ہمارے بڑے اصول دو ہیں۔ اوّل خدا کے ساتھ تعلق صاف رکھنا اور دوسرے اس کے بندوں کے ساتھ ہمدردی اور اخلاق سے پیش آنا۔“

(ذکر حبیب صفحہ 180)

نیز ایک دوسرے موقع پر فرمایا:

"نوعِ انسان پر شفقت اور اس سے ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ ایک زبردست ذریعہ ہے۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 438)

بھلائی کر بدی سے باز آ پرہیزگاری کر
جو تجھ سے ہو سکے تو خلق کی خدمت گزاری کر

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"ہمارے سب چھوٹوں اور بڑوں کا کام ہی ہمدردیٔ مخلوق ہے۔ انصار کا بھی یہ کام ہے اور آپ کا بھی یہ کام ہے۔ (دراصل انصار بھی خادم ہیں صرف نام بدلا ہوا ہے) جماعت احمدیہ پیدا ہی دنیا کی خدمت کے لئے ہوئی ہے ہم نے دنیا سے بہر حال ہمدردی کا سلوک روا رکھنا ہے۔"

(مشعل راہ جلد دوم صفحہ 252)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اس چوتھے بنیادی خُلق کے متعلق فرماتے ہیں:

"جس کسی کی جتنی حاجت بھی آپ دور کرسکتے ہیں خود بھی کریں اور بچوں سے بھی کروائیں اور بچپن میں اگر اس کی عادت پڑ جائے تو اس کے نتیجے میں بچہ جو لذت محسوس کرتا ہے وہ اس کی نیکی کو دوام بخش دیتی ہے اور پھر بڑے ہو کر خدام الاحمدیہ میں جا کر یا لجنہ کی بڑی عمر کو پہنچ کر پھر ان تنظیموں کو ان میں محنت نہیں کرنی پڑے گی اور بنے بنائے بااخلاق افراد قوم کو میسر آئیں گے۔"

(خطبہ جمعہ 24 نومبر 1989ء)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

"دنیا میں دوسرے مسلمان بھی قربانیاں کرتے ہیں یا یہ کہنا چاہئے کہ دوسروں کے لئے اپنا مال خرچ کرتے ہیں، غریبوں کی مدد کرتے ہیں۔ لوگوں کی ہمدردی اور ان کی مدد کے لئے انہوں نے ادارے بھی کھولے ہوئے ہیں۔ عیسائیوں نے، یہودیوں نے اور دوسرے مذہب والوں نے بڑی بڑی تنظیمیں بنائی ہوئی ہیں جہاں وہ غریبوں کی مدد کرتے ہیں اور بہت کرتے ہیں۔ لیکن اس سب خدمت اور ہمدردی کے پیچھے وہ جذبہ نہیں ہے کہ خدا کی رضا حاصل کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اس لئے یہ سب خدمت کرنی ہے۔ عارضی طور پر متاثر ہو کر کسی چیریٹی میں مدد تو کر دیں گے۔ لیکن یہ جذبہ نہیں کہ اللہ کا حکم ہے اس لئے مدد کرنی ہے یا اللہ کے نام کو دنیا میں پھیلانے کے لئے خرچ کرنا ہے۔ اللہ کی مخلوق کی خدمت اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کرنی ہے۔"

(خطبہ جمعہ 3 نومبر 2006ء)

مرا مطلوب و مقصود و تمنّا خدمتِ خلق است
ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم

مضبوط عزم وہمت

سامعین! پانچواں بنیادی وصف جو ایک خادِم میں ہونا چاہیے وہ مضبوط عزم وہمت ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرماتا ہے:

فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ (آل عمران:160)

کہ پس جب تو (کوئی) فیصلہ کرلے تو پھر اللہ ہی پر توکل کر۔ یقیناً اللہ توکل کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم عزم وہمت کے پیکر تھے۔ تبلیغ کا میدان ہو یا جنگ کا میدان کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی اور ہر ایک مشکل اور ہر ایک ظلم نہایت جانفشانی سے آپ نے برداشت کئے اور یہی اسوہ اپنی امت کے لئے آپؐ نے چھوڑا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اس پانچویں بنیادی خُلق کے متعلق فرماتے ہیں:

"آخر پر پانچویں بات...... جو میں نے چُنی ہے وہ مضبوط عزم وہمت ہے۔ مضبوط عزم اور ہمت اور نرم دلی اکٹھے رہ سکتے ہیں۔ اگر یہ اکٹھے نہ ہوں تو ایسا انسان کمزور تو ہوگا بااخلاق نہیں ہوگا۔ نرم دلی جب آپ پیدا کرتے ہیں تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ایسا نرم دل انسان اور ایسا نرم خُو انسان مشکلات کے وقت گھبرا جائے اور مصائب کا سامنا کرنے کی طاقت نہ پائے...... بچپن سے یہ خُلق پیدا کرنا چاہیے کہ ہم نے شکست نہیں کھانی۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ جو فقرہ ہے جو آپؑ کے اِس عظیم خُلق پر روشنی ڈالتا ہے کہ:

"میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں"

.....پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وابستہ ہونے والوں میں ہرگز ناکامی کا خمیر نہیں ہونا چاہیے۔"

(خطبہ جمعہ 24 نومبر 1989ء)

پیارے بھائیو! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وصیت اور آخری نصیحت آپ تک پہنچا کر مَیں اپنی گزارشات ختم کرتا ہوں۔

آپؑ فرماتے ہیں:

"میری تمام جماعت جو اس جگہ حاضر ہے یا اپنے مقامات پر بودوباش رکھتے ہیں۔ اس وصیت کو توجہ سے سنیں کہ وہ جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک نیتی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائیں اور کوئی فساد اور شرارت اور بدچلنی ان کے نزدیک نہ آسکے۔ وہ پنج وقتہ نماز باجماعت کے پابند ہوں۔ وہ جھوٹ نہ بولیں اور کسی کو زبان سے ایذا نہ دیں وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لائیں..... اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں اور کوئی زہریلا خمیر ان کے وجود میں نہ رہے..... اور تمام انسانوں کی ہمدردی ان کا اصول ہو اور خدا تعالیٰ سے ڈریں اور اپنی زبانوں اور اپنے ہاتھوں اور اپنے دل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچاویں۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 45-46)

حضور علیہ السلام نے اپنی وفات سے دو دن پہلے احبابِ جماعت کو کچھ باتیں اور نصیحتیں فرمائیں۔ اُن میں فرمایا کہ

"جماعت احمدیہ کے لئے بہت فکر کا مقام ہے کیونکہ ایک طرف تو لاکھوں آدمی انہیں کافر کافر کہتے ہیں۔ دوسری طرف اگر یہ بھی خداتعالیٰ کی نظر میں مومن نہ بنے تو ان کے لئے دوہرا گھاٹا ہے۔"

(الفضل 12/نومبر 1959ء)

اللہ تعالیٰ ہم تمام خدام واطفال کو ان بنیادی اخلاق کو اپنے اندر منتقل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

قطب کا کام دو تم ظلمت و تاریکی میں
بھولے بھٹکوں کے لئے راہ نما ہو جاؤ
موردِ فضل و کرم وارثِ ایمان و ھدیٰ
عاشقِ احمدؐ و محبوب خدا ہو جاؤ

(کمپوزڈ بائی: منہاس محمود۔ جرمنی)

✪✪✪✪